Al-Mīthāq*Research Journal of Islamic Theology*
ISSN: 2791-0989 P, 2791-0997 E
Volume 03, **Issue** 01, January-June 2024, **PP**: 260-268
Open Access at:https://almithaqjournal.org/

Article QR

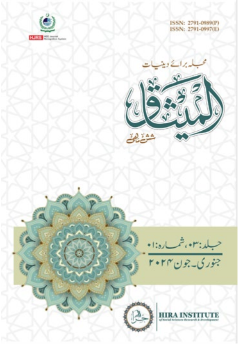

مسلمانوں کے اقتصادی و معاشی مسائل کا حل: فکرِ مالک بن نبیؒ کے تناظر میں

Solution to the Economic and Financial Problems of Muslims: In the Context of the Thoughts of Malek Bennabi

1. Dr. Sami ul Haq samiulhaqs@gmail.com	*Alumni, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Lahore.*
2. Gulam Mustafa minqilabi123@gmail.com	*Lecturer, Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology, Mirpur AJ&K.*
3. Dr. Inayat ur Rahman inayatbary@gmail.com	*Alumni, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Lahore.*

How to Cite: Dr. Sami ul Haq, Gulam Mustafa and Dr. Inayat ur Rahman. 2024: "Solution to the Economic and Financial Problems of Muslims: In the Context of the Thoughts of Malek Bennabi". *Al-Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (01): 260-268.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
12-06-2024	26-06-2024	30-06-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Authors declared no conflict of interest

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

مسلمانوں کے اقتصادی و معاشی مسائل کا حل: فکرِ مالک بن نبیؒ کے تناظر میں

Solution to the Economic and Financial Problems of Muslims: In the Context of the Thoughts of Malek Bennabi

1. **Dr. Sami ul Haq**
Alumni, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Lahore.
samiulhaqs@gmail.com

2. **Gulam Mustafa**
Lecturer,
Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology, Mirpur AJ&K.
minqilabi123@gmail.com

3. **Dr. Inayat ur Rahman**
Alumni, Department of Islamic Thought and Civilization, University of Management and Technology, Lahore.
inayatbary@gmail.com

Abstract:

After the fall of the Ottoman Caliphate, Muslims had neither a caliph nor a leader around whom the Ummah could unite and who could collectively protect the borders and interests of the Muslims. In these circumstances, some thinkers and intellectuals emerged who, with some innovative changes appropriate to the situation, once again raised the slogan of unity and solidarity of the Ummah. Although their plans and ideologies differed, the goal of all of them was the unity of the Ummah. Among these thinkers, *Jamāl ud Dīn Afghānī* proposed the idea of Muslim unity. *Malek Bennabi* presented a framework for an "Islamic Commonwealth" to address the Muslims' weak economic situation, while *Sheikh Hassan al-Bannā* from Egypt established the Muslim Brotherhood to give this idea a practical form. *Malek Bennabi* was born in Algeria in 1905. Since he opened his eyes during the colonial era, it was a time of decline for both Algeria and Muslims in general. During this period of decline, the educational, social, cultural, and economic conditions of Muslims were deteriorating. In such circumstances, the Muslim thinker *Malek Bennabi* conducted a comprehensive study of this decline. His study also included an examination of the economic and financial situation. When he observed that Muslims were in a state of decline, he pondered over the causes of this decline and ultimately reached a conclusion. To disseminate his thoughts, he authored books, delivered speeches at meetings and gatherings, and used all available means of communication. Along with this, he also initiated practical efforts. Ultimately, he succeeded in providing Muslims with a solid direction and a correct path. The current study provides a summary of his thoughts and an examination of the future course of action.

Keywords: *Malek Bennabi, Ummah, Muslim Unity, Economic, Financial Situation.*

تعارف

خلافتِ عثمانیہ کے زوال کے بعد مسلمانوں کا کوئی خلیفہ رہا نہ کوئی امیر المؤمنین جس کے گرد امت یکجا ہو جائے اور جو مشترکہ طور پر امت کی سرحدوں اور مسلمانوں کی حفاظت کریں۔ ان مخصوص حالات میں کچھ مفکرین اور دانشور ابھرے جنہوں نے

حالات کی مناسبت سے کچھ تجدیدی تبدیلیوں کے ساتھ امت کی وحدت اور یکجہتی کا نعرا پھر سے بلند کیا۔ ان کے منصوبے اور نظریات اگرچہ مختلف تھے تاہم ان سب کا ہدف وحدتِ امت تھا۔ ان مفکرین میں جمال الدین افغانی نے مسلم وحدت کا نظریہ پیش کیا۔ مالک بن نبیؒ نے مسلمانوں کی کمزور اقتصادی صورت حال سے نکلنے کے لیے "اسلامی دولتِ مشترکہ" کا ایک خاکہ پیش کیا جبکہ مصر سے شیخ حسن البنا نے اخوان المسلمون کی بنیاد رکھ کر اس کی عملی شکل پیش کی۔

مالک بن نبیؒ 1905ء کو الجزائر میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے استعمار کے دور میں شعور کی آنکھ کھولی۔ وہ دور الجزائر اور عمومی طور پر مسلمانوں کے زوال کا دور تھا۔ زوال کے اس دور میں مسلمانوں کی تعلیمی، تربیتی، سماجی، تہذیبی اور معاشی حالت دگرگوں تھی۔ ایسے میں مالک بن نبیؒ نے زوال کا عمومی مطالعہ کیا۔ اس مطالعہ میں معاشی اور اقتصادی صورت حال بھی زیر مطالعہ رہی۔ انہوں نے جب دیکھا کہ مسلمان حالت زوال میں ہیں تو اس دوران زوال کے اسباب پر سوچ و بچار کیا اور آخر ایک نتیجے پر پہنچے۔ اپنی فکر کو عام کرنے کے لیے انہوں نے کتب تصنیف کیں، مجالس واجتماعات میں تقاریر کیں اور ابلاغ کے تمام ذرائع کو استعمال کیا۔ اس کے ساتھ ہی عملی جدوجہد کا بھی آغاز کیا اور بالآخر وہ مسلمانوں کو ایک پختہ فکر اور صحیح سمت دکھانے میں کامیاب ہو گئے۔

مالک بن نبیؒ نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب تصنیف کی جس کا نام "فکرۃ کمنویلث اسلامی" یعنی اسلامی دولت مشترکہ ہے۔[1] یہ کتاب بنیادی طور پر فرانسیسی زبان میں (Idée d'un Commonwealth islamique) کے عنوان سے 1969ء میں مکتبہ عمار سے شائع ہوئی۔ اس کا عربی ترجمہ الطیب الشریف نے کیا ہے۔ اس کا دوسرا ایڈیشن 1990ء میں مالک بن نبیؒ کی دیگر کتابوں کی طرح مشکلۃ الحضارۃ کے سلسلہ وار سیریز میں دار الفکر بیروت سے شائع ہوا۔ اس کتاب میں مالک بن نبیؒ نے اسلامی دولت مشترکہ کے قیام کی تجویز پیش کی ہے۔ اُن کا خیال ہے کہ اسلامی دولت مشترکہ کا نظریہ اسلامی دنیا کو اقتصادی، ثقافتی اور سماجی پسماندگی سے نکالنے کا راستہ ہے جو الگ ہو کر چھوٹے چھوٹے کمزور ممالک میں تقسیم ہونے کی بجائے معاشی، عسکری اور ثقافتی طور پر بہت مضبوط اتحادوں کے سامنے کھڑی ہو سکے۔ کتاب "فکرۃ کمنویلث اسلامی" ایک ایسا عملی منصوبہ پیش کرتی ہے جو جدید اسلامی فکر میں پہلے کسی نے پیش نہیں کیا۔ یہ روایت اور ماضی سے نکل کر عصر حاضر کے دائرہ کار میں سوچنے کی دعوت دیتی ہے اور اسلامی دنیا سے مطالبہ کرتی ہے کہ آنکھوں سے پردہ ہٹا کر نئی دنیا تعمیر کرنے کے لئے آگے بڑھیں۔

مالک بن نبی نے اپنے مطالعے کے تعارف میں لکھا ہے کہ ان کا منصوبہ تکنیکی نقطہ نظر سے اس کتاب کے مطالعے کے فریم ورک کی وضاحت اور اس کے خدوخال کا تعین کرتا ہے۔ یہ کوئی حل فراہم نہیں کرتا بلکہ اسلامی دنیا کے بکھرے حصوں کے درمیان مؤثر باہمی تعلق پیدا کرنے کے لئے نشانات راہ اور اس کی بنیادی خصوصیات کی وضاحت کرتا ہے۔ اگرچہ اسلامی دنیا اس تیز رفتار ترقی کے دور میں اس قسم کے کام کے لیے تیار نہیں ہو گی جسے مالک بن نبی نے اپنے منصوبے میں "اسلامی دولت مشترکہ" کے عنوان سے پیش کیا ہے۔ اس کی وجوہات میں سے کچھ نفسیاتی نوعیت کی ہیں اور کچھ مادی نوعیت کی اور یہی وہ چیز ہے جو مسلمانوں کے بے اثر ہونے کی جڑ ہے۔ چنانچہ یہ محض ایک نظریاتی قیاس آرائی نہیں بلکہ عالم اسلام اور خود مقصدِ اسلامی کے فائدہ کے لیے ایک کارآمد اور مضبوط تحقیق پر مبنی منصوبہ ہے۔

ان کے مطابق یہ ماہرین کی ایک مشترکہ ٹیم کا کام ہے جو آپس میں اس کے مختلف پہلوؤں اور شعبوں کا کام تقسیم کریں۔ مطلب یہ ہے کہ یہ کسی تحقیقی مرکز کی نگرانی میں ہونا چاہیے جس کا اسلامی دنیا میں ابھی کوئی وجود نہیں ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں جن وجوہات کی نشاندہی کی ہے وہ کچھ یوں ہے:

- عالم اسلام اس وقت تیز رفتار دنیا کے ساتھ عدم موافقت کے مرحلے سے گزر رہا ہے۔ اسے اس جدید دنیا اور اس کی رفتار کے ساتھ اپنے خیالات و افکار کا از سر نو جائزہ لینا چاہئے جو کہ ایک منظم طریقہ پر مبنی ہوں۔ نئی دنیا مادیت کو پہلے مقام پر رکھتی ہے اور اس کے ساتھ ایک دوہری فکری سمت بھی ہے۔ ایک Tellurian نقطہ نظر کے تابع، بورژوازی سرمایہ دارانہ رجحان ہے اور دوسری مارکسی مادیت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ دنیا کو سرمایہ دارانہ اور مارکس ازم کے انداز میں ڈیزائن کیا گیا ہے اور ان کے پاس نظریات کا ایک مجموعہ ہے۔[2]
- اگرچہ اسلامی دنیا دونوں سمتوں کے بارے میں تحفظات کا رکھتی ہے لیکن وہ لاشعوری طور پر سرمایہ دارانہ سمت میں جھک گئی ہے۔ موجودہ دور میں لگاؤ صرف عالم اشیاء (مادیت) تک محدود ہے افکار تک نہیں۔ اس رجحان کے مخالف نتائج میں سے ایک یہ تھا کہ مادے پر توجہ مرکوز رہی فکر اور سوچ پر نہیں۔[3]
- ان تمام باتوں سے حتمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی دنیا میں اس نظریہ کی خاطر خواہ تاثیر نہیں اور یہ کہ یہ مطالعہ جس خاص پہلو سے متعلق ہے وہ خامیوں کے مظہر میں سے ایک ہے کیونکہ اس کا تعلق تمام نفسیاتی اور دنیاوی سے ہے یعنی وہ عوامل جو دولت مشترکہ کے خیال کو درست ثابت کرتے ہیں۔

مالک بن نبیؒ نے اپنے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مرحلہ وار منصوبہ پیش کیا ہے اور اس کے لئے مندرجہ ذیل وجوہات کو بطور جواز پیش کرتے ہوئے اس کے عمومی خطوط کی وضاحت کی ہے۔

جغرافیائی حیثیت

مالک بن نبیؒ نے اپنی کتاب "The Afro-Esian Idea"[4] میں جیو پولیٹیکل اکائیوں کی نمائندگی کرنے والے مختلف علاقوں کا تذکرہ کیا ہے جن میں سے ہر ایک خطے میں اہم سیاسی کردار ادا کرنے والی طاقتیں موجود ہیں۔ اس منصوبہ بند دنیا میں اس حوالے سے مسلمان اپنے آپ کو بیکار محسوس کرتے ہیں اور تاریخ کے واقعات ان کے عمل دخل کے بغیر لکھے جا رہے ہیں۔ نیز دنیا کی ترقی ان سے کہیں آگے ہے۔ ایک عام مسلمان عالم اسلام کی تقدیر کے بارے فکر مند رہتا ہے اور چونکہ اجتماعی طور پر مسلمان غافل ہیں اس لئے فکر مند لوگ انقلاب کے بارے میں سوچنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے سامنے دو امکانات ہوتے ہیں:

- پہلا یہ ہے کہ وہ سابقہ منصوبہ بندی کی بنیاد پر ایک انقلاب برپا کرے جس میں نفسیاتی اور سماجی عوامل کو مدنظر رکھا جائے۔
- دوسرا امکان یہ ہے کہ ایک باشعور اور معاملہ فہم قیادت کی عدم موجودگی کی وجہ سے باہر سے انقلاب آئے جس پر انہیں کوئی کنٹرول نہیں ہوگا۔[5]

اس صورت حال سے خود بخود عالم اسلام کے ایک موثر اور فعال اتحاد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو ان چند فتنہ انگیز رجحانات کے سامنے بند باندھے اور اسلامی دنیا پر باہر سے مسلط ہونے والے کسی بھی انقلاب کا راستہ روک دے۔ اس منصوبے کا اگر محض تکنیکی نقطہ نظر سے جائزہ لیا جائے تو یہ مشکل نظر آئے گا کیوں کہ عالم اسلام در حقیقت بہت سارے حصوں میں بٹا ہوا ہے اور صرف دولت مشترکہ ہی کی صورت میں اس کی وحدت کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔

علاوہ ازیں مالک بن نبیؒ نے مندرجہ ذیل بنیادی حقائق کا سامنا کرنے کے لیے اسلامی دولت مشترکہ کا تصور پیش کیا:

- پوری دنیا کے مسلمانوں میں روحانی وحدت پائی جاتی ہے جس کا مشاہدہ ہم ایمان کی شکل میں کر رہے ہیں۔ وحدت کے اس اہم عنصر کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ اس وحدت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے نفسیاتی پہلو سے ہم آہنگی و یکسانیت اور فنی و

تکنیکی اعتبار سے وحدت کے عناصر کو ترتیب دینے کی ضرورت ہے۔ اسلامی دنیا میں روحانی وحدت کثیر جہتی ہے۔ گویا یہ ایک دنیا نہیں بلکہ درج ذیل تقسیم کے مطابق متعدد دنیائیں ہیں:

1. نیگرو یا افریقی اسلامی دنیا۔
2. عرب اسلامی دنیا۔
3. ایرانی اسلامی دنیا (ایران، افغانستان اور پاکستان)۔
4. مشرق بعید کی اسلامی دنیا (ملائیو انڈونیشیا)۔
5. زرد اسلامی دنیا۔[6]

- اس وقت عالم اسلامی ایک ایسے مرحلے پر پہنچ گیا ہے جس میں اس کا روحانی وحدت کا پہلو تو نظر آتا ہے تاہم اس کا دنیاوی پہلو متزلزل ہے۔ جس کی وجہ سے بجا طور مطالبہ کیا جاسکتا ہے کہ اب اسلام میں امامت کے معنی کے تعین کے لئے ایک نئی قانونی تعریف تیار کی جانی چاہیے۔
- سوچ و فکر کے اس انتشار کی وجہ سے عالم اسلام غیر رسمی طور پر عالمی معاشرے کا حصہ بن چکا ہے۔ اسلامی دنیا ان سے چیزیں خریدتی ہے اور اس کے ساتھ ان پر اپنے معیارات مسلط کرتے ہیں اور انہیں مجبور کرتے ہیں کہ اپنے معیارات اور خیالات پر نظر ثانی کریں اور ان کے افکار کو چاہے برے ہوں یا اچھے قبول کریں۔ یوں اسلامی برادری نے اس بندھن کے اثر کو اقتصادی میدان میں اجارہ داری بلکہ فکری میدان میں اجارہ داری قرار دیا۔ اس طرح ایک تضاد پیدا ہوا جس نے انتشار اور افراتفری کو جنم دیا جیسا کہ اس نے بعد میں اپنی کتاب "المسلم فی عالم الاقتصاد" میں وضاحت کی ہے۔
- اس نفسیاتی اور فکری انتشار کی وجہ سے مسلمان ایک متضاد قسم کے معاشرے میں پیدا ہوتا ہے جو اسے اس کی سماجی تکمیل کے لیے ضروری تحفظ فراہم نہیں کرتا۔ وہ کم و بیش ایک مبہم انداز میں اس بات کو ذہن میں رکھتا ہے کہ بحیثیت فرد اس کی قسمت اب مسئلہ نہیں بلکہ ایک مسلمان کے طور پر اس کی تقدیر ہے۔ عالم اسلام کی ترقی کو متاثر کرنے والے کچھ منفی عوامل کی وجہ سے عالمی مقابلے میں بطور مسلمان اس کے امکانات بہت کم ہیں۔ افکار کی اس افراتفری کے نتیجے میں معاشرے میں عدم تحفظ پیدا ہوتا ہے کیونکہ ایک مخصوص ماحول میں معاشرتی حالت اور اخلاقی حالت کے درمیان ہمیشہ ایک عام انحصار ہوتا ہے۔

ان عوامل نے اس خیال کی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا کیونکہ وہ کسی نہ کسی طرح ترقی کے اس بحران کی ترجمانی کرتے ہیں جس سے اسلامی دنیا بیداری کے بعد سے گزر رہی ہے۔

مالک بن نبی نے اسلامی دولت مشترکہ کے لئے جو منصوبہ پیش کیا ہے اس کی بنیاد ان کی چالیس کے عشرے سے لکھی ہوئی تحریروں میں پائی جاتی ہے۔ یہاں صرف اس کے عناصر کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو مسلمانوں کی سماجی پسماندگی میں عمومی جواز کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں۔ ایک طرف ٹیکنالوجی اور صنعتی دائرہ کار میں ایک بڑا خلا ہے اور دوسری طرف فکری افلاس ہے۔ یہی چیز ان نفسیاتی اور معاشرتی پہلوؤں کے استحکام کا باعث بنتی ہے جو بحران کی صورت میں ظاہر ہو رہے ہیں۔ یہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے اسلامی معاشرے کے مسائل سے زیادہ مسلمانوں کی فکری افلاس کا نتیجہ ہے۔ لہٰذا اُن کے ہاں اس کا حل ثانوی حیثیت رکھتا ہے اور اسلامی معاشرے کے دوسرے مسائل پہلے درجے میں۔ اس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

جغرافیائی سیاسی وجوہات: بیسویں صدی کے نصف آخر میں واشنگٹن اور ماسکو دنیا میں طاقت کا محور بن گئے اور کچھ تکنیکی وجوہات کی وجہ سے ان کو مرکزیت حاصل ہوئی۔ نتیجے کے طور پر کچھ مخصوص علاقوں کو نمایاں کیا گیا جہاں اسٹریٹجک وجوہات کی بنا پر معیشت کو محصور کیا جا سکتا تھا۔ طاقت کے بل بوتے پر ایسی جغرافیائی سیاسی اکائیاں تخلیق کی گئیں جن سے مسلم علاقوں پر معیشت کے راستے مسدود کیے گئے یا ان کے لئے مسائل پیدا کر دیے گئے۔[7]

نفسیاتی وجوہات: اس منصوبہ بند دنیا میں مسلمان اپنے آپ کو بے کار محسوس کرنے لگا کہ دنیا کی تاریخ اس کے بغیر بن رہی ہے۔ اگر کوئی مسلم ان حقائق کو دل میں رکھتا ہے تو یہ بات ضرور اس کے ذہن میں آئے گی کہ جس اسلامی دنیا سے اس کا تعلق ہے اس میں انقلاب کے بیج موجود ہیں۔ یا تو وہ اس انقلاب کو برپا کرے گا، یا وہ اپنے آپ کو باہر سے آنے والے انقلاب کے لئے تیار پائے گا۔ اس لیے اسلامی دنیا کے لیے سب سے پہلے منصوبہ بندی کی ضرورت ہے تا کہ سوچ کو منفی جذبات کے بوجھ سے نجات دلائی جا سکے۔[8]

ہمارے ہاں ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہم اپنی تاریخ جو عروج و ترقی پر مبنی ہے کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ اسلامی دنیا کی شاندار تاریخ کے مغالطے سے ایسی چیزوں نے جنم لیا ہے جو اس وقت ہمارے انحطاط کی وجہ ہیں اور کچھ چیزیں اور بھی ہیں جو ابھی پیدا نہیں ہوئیں۔

دولت مشترکہ کے جواز کی وجوہات

مالک بن نبیؒ نے اپنی کتاب میں اسلامی دولت مشترکہ کے تصور کے کئی جواز پیش کیے ہیں جن میں درج ذیل شامل ہیں:

- **اسلام کی حقیقی روح کی بحالی:** مالک بن نبی کا خیال ہے کہ اسلامی دولت مشترکہ کا نظریہ اسلام کی حقیقی روح کو تقویت دیتا ہے اور اسلام کو سماجی اور سیاسی زندگی میں اس کے اہم مقام پر بحال کرنے کی ایک کوشش ہے۔
- **استعمار اور آمرانہ حکومتوں پر قابو پانا:** مالک بن نبی کا خیال ہے کہ اسلامی دولت مشترکہ استعماریت اور آمرانہ حکومتوں پر قابو پانے کے راستے کی نمائندگی کرتی ہے جنہوں نے گزشتہ دہائیوں کے دوران مسلم معاشروں کو مغلوب کیا۔
- **ایک متبادل نمونہ فراہم کرنا:** مالک بن نبی کا خیال ہے کہ اسلامی دولت مشترکہ موجودہ سیاسی نظاموں کے لیے ایک متبادل ماڈل فراہم کرتی ہے جنہیں وہ مسلم معاشروں کی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر سمجھتے ہیں۔
- **مسلمانوں کے درمیان تعاون اور یکجہتی کی حمایت:** مالک بن نبی اندرونی اور بیرونی چیلنجوں کا سامنا کرنے میں مسلمانوں کے درمیان تعاون اور یکجہتی کو بڑھانے کے طریقے کے طور پر اسلامی دولت مشترکہ کے خیال کو فروغ دیتے ہیں۔
- **سماجی انصاف تک رسائی:** مالک بن نبی کا خیال ہے کہ اسلامی دولت مشترکہ کا نظریہ سماجی انصاف تک پہنچنے اور اسلامی معاشروں میں دولت اور مواقع کی منصفانہ تقسیم کے راستے کی نمائندگی کرتا ہے۔[9]

ان وجوہِ جواز کا مقصد اسلامی دولت مشترکہ کے نظریہ کی اہمیت اور اسلامی معاشروں کی بہتری اور ترقی اور افراد کے لیے بہتر زندگی کی فراہمی میں اس کے تعاون کو اجاگر کرنا ہے۔

دولت مشترکہ کے تصور کا خلاصہ

کتاب "فکرۃ کمنویلث اسلامی" میں مالک بن نبیؒ نے اسلامی دولت مشترکہ کے تصور کو ایک قدر اور سیاسی ماڈل کے طور پر پیش کیا ہے جس کا مقصد اسلامی معاشروں میں ترقی اور خوشحالی حاصل کرنا ہے۔ مصنف نے اس خیال کے کئی پہلوؤں سے بحث کی ہے اور کتاب کی روشنی میں اس کے اہم ترین تصورات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- **اتحاد اور یکجہتی:** اسلامی دولت مشترکہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور یکجہتی کی قدر کو فروغ دیتی ہے اور اسلامی معاشروں میں تقسیم کو دور کرنے کے لیے کام کرتی ہے۔
- **عدل و مساوات:** اسلامی دولت مشترکہ معاشرے میں انصاف اور مساوات کے حصول کی کوشش کرتی ہے اور دولت و وسائل کی منصفانہ تقسیم اور افراد کے لیے مساوی مواقع فراہم کرنے کی کوشش کرتی ہے۔
- **آزادی اور جمہوریت:** اسلامی دولت مشترکہ آزادی اور جمہوریت کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ طاقت اور افراد کے حقوق اور فیصلہ سازی میں ان کی شرکت کے درمیان توازن قائم کرنے کے لیے کام کرتی ہے۔
- **ترقی اور اختراع:** اسلامی دولت مشترکہ اسلامی معاشرے میں ترقی اور اختراع کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور ٹیکنالوجی و سائنس کے استعمال، صلاحیتوں اور ہنر کی نشوونما کو ترقی اور بہتری کے لیے ضروری سمجھتی ہے۔
- **آزادی اور وقار:** اسلامی دولت مشترکہ اسلامی امت کی آزادی اور وقار بڑھانے کی کوشش کرتی ہے۔ سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی آزادی کے حصول کے لیے کام کرتی ہے۔

یہ نظریہ اسلامی اقدار کے ذریعے ترقی و خوشحالی کے حصول اور جدید تقاضوں اور چیلنجوں سے ہم آہنگی کے گرد گھومتا ہے۔ مالک بن نبیؒ کا خیال ہے کہ اسلامی دولت مشترکہ کا نظریہ ایک جامع فریم ورک ہے جس کا مقصد اسلامی معاشروں کی بہتری اور ترقی، انصاف، آزادی، تکنیکی ترقی، تعاون اور یکجہتی کے ذریعے افراد کے لیے بہتر زندگی کا حصول ہے۔[10] مسلمانوں کی معاشی زبوں حالی اور اس کے علاج کے لئے مالک بن نبیؒ نے ایک اور کتاب "المسلم فی عالم الاقتصاد" لکھی۔[11] یہ کتاب مالک کی ان کلاسیکی تصانیف میں سے ایک ہے جس میں اسلام میں معاشیات اور پیسے کے کردار اور اس کے خصوصی رجحانات پر بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب اسلامی معاشیات کے میدان میں بہت اہمیت کی حامل ہے کیونکہ یہ بہت سے معاشی تصورات اور اصولوں کو اسلامی تعلیمات سے مربوط کرتی ہے۔ اپنی اس کتاب کے ذریعے مالک بن نبیؒ کا مقصد یہ بتانا ہے کہ مسلمان اپنی روزمرہ کی زندگی اور مالی معاملات میں اسلامی معاشیات کے اصولوں پر کیسے عمل کر سکتے ہیں۔ اس کتاب میں تجارت، مالیاتی لین دین اور سرمایہ کاری کے حوالے سے اسلام کی ہدایات اور ان شعبوں میں اسلامی اقدار کو کس طرح لاگو کیا جاسکتا ہے اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

"المسلم فی عالم الاقتصاد" میں مالک بن نبی کے پیش کردہ اہم نکات

اس کتاب میں درج اہم نکات بیان کئے گئے ہیں:

- **ملکیت اور دولت کی منصفانہ تقسیم:** یہ کتاب اسلام میں ملکیت کے تصور پر بحث کرتی ہے۔ نیز یہ کہ معاشرے کے ارکان میں دولت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کیسے ہونی چاہیے؟
- **سود اور مالیاتی لین دین:** یہ کتاب اسلام میں سود اور دیگر مالیاتی لین دین سے متعلق قوانین پر مبنی ہے اور یہ بتاتی ہے کہ غیر قانونی اور غیر اخلاقی طریقوں سے کیسے بچنا ہے؟
- **اقتصادی انصاف:** وسائل اور مواقع کی منصفانہ تقسیم کے ذریعے اسلامی معاشرے میں معاشی انصاف کے حصول کی اہمیت کو اجاگر کیا جاسکتا ہے۔
- **تجارتی لین دین اور معاہدے:** اسلامی اقدار اور اخلاقیات کے مطابق تجارت، معاہدوں اور معاہدوں سے نمٹنے کا طریقہ بھی کتاب کا اہم پہلو ہے۔

- **زکوٰۃ اور خیرات:** کتاب میں زکوٰۃ اور خیرات کی اہمیت اور سماجی و معاشی توازن کے حصول میں ان کے کردار پر زور دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ دولت کا کچھ حصہ غریبوں اور ضرورت مندوں تک پہنچانے کے لیے ضروری ہے جس سے معاشی تفاوت کم ہوتا ہے۔ یوں معاشرے کے ارکان میں یکجہتی بڑھ جاتی ہے۔
- **سرمایہ کاری اور انٹرپرینیور شپ:** یہ کتاب اسلامی اصولوں کے مطابق سرمایہ کاری اور کاروبار سے نمٹنے کے طریقوں پر ایک نظر فراہم کرتی ہے۔

مختصر یہ کہ کتاب "المسلم فی عالم الاقتصاد" کے ذریعہ ملک بن نبی انصاف اور توازن پر مبنی معاشرے کی تعمیر کے مقصد کے ساتھ معیشت اور مالیات کے ہر پہلو میں اسلامی اقدار کی پاسداری کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔[12]

دولت کی منصفانہ تقسیم

مالک بن نبیؒ نے اپنی درج بالا کتاب میں کئی اصولوں کے ذریعے معاشرے کے ارکان کے درمیان دولت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کی اہمیت پر زور دیا ہے اور اس کے ذریعے مسلمانوں کی معاشی صورت حال بہتر کرنے کی تجویز پیش کی ہے۔ انہوں نے اس کے لئے جو تجاویز پیش کی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے:

- **زکوٰۃ اور خیرات:** مالک بن نبی معاشرے میں معاشی توازن کے حصول میں زکوٰۃ اور خیرات کے کردار کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔ ایک مسلم معاشرے کو نظام زکوٰۃ منظم کرنا چاہئے۔ اس سے دولت کا کچھ حصہ غریبوں اور ضرورت مندوں تک پہنچانے کا اہتمام کرنا چاہئے تاکہ لوگوں کے درمیان معاشی تفاوت کم ہو اور معاشرے کے ارکان میں یکجہتی بڑھے۔
- **سماجی یکجہتی:** مالک بن نبیؒ سمجھتے ہیں کہ دولت کی منصفانہ تقسیم کے لیے معاشرے کے اراکین کے درمیان سماجی یکجہتی کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ انہیں دوسروں کے حقوق کا شعور ہونا چاہیے اور ضرورت و انصاف کی بنیاد پر دولت اور وسائل کی تقسیم میں حصہ لینا چاہیے۔
- **کمائی میں قانونی حیثیت:** قانونی اور اخلاقی ذرائع سے دولت کمانا ضروری ہے۔ تجارت اور کاروبار میں، فرد کو اسلامی قوانین اور اخلاقیات کی پابندی کرنی چاہیے۔ یہ پہلو اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ زیادتیوں سے بچا جائے اور دولت کی منصفانہ تقسیم حاصل ہو۔
- **ظلم اور استحصال سے بچنا:** مالک بن نبی تجارت اور پیسے میں ظلم و استحصال کے خلاف ہیں۔ ان کے مطابق ایک منصفانہ طرز عمل ہونا چاہیے جو سب کے حقوق کا تحفظ کرے اور دوسروں کی ملکیت پر تجاوزات کو روکے۔
- **تعاون اور یکجہتی:** ان کے مطابق مشترکہ خوشحالی کے حصول کے لیے معاشرے کے ارکان کے درمیان تعاون اور یکجہتی کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔ سب کو ایک دوسرے کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے مواقع حاصل اور فوائد کو سب کے درمیان تقسیم کرنے کے لیے مل کر کام کرنا چاہیے۔

حاصل بحث

مالک بن نبی مشہور الجزائری مفکر اور اقتصادیات کے باب میں ایک نئی فکر اور سوچ فراہم کرنے والی شخصیت ہیں۔ اپنی فکر کو عام کرنے کے لیے انہوں نے کتب تصنیف کیں، مجالس و اجتماعات میں تقاریر کیں اور ابلاغ کے تمام ذرائع کو استعمال کیا۔ اس کے

ساتھ ہی عملی جدوجہد کا بھی آغاز کیا اور بالآخر مسلمانوں کو ایک پختہ فکر اور صحیح سمت دکھانے میں کامیاب ہوگئے۔ مالک بن نبیؒ کا خیال ہے کہ دولت اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کا دارومدار زکوۃ اور خیرات، سماجی یکجہتی کو مضبوط کرنے، کمائی میں قانونی حیثیت، ظلم اور استحصال سے بچنے اور افراد کے درمیان تعاون اور یکجہتی کو فروغ دینے پر ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے مسلمانوں کی موجودہ فکری اور معاشی صورتحال اور اس کے زوال کا عمومی مطالعہ کیا۔ اس مطالعہ میں معاشی اور اقتصادی صورت حال بھی زیر مطالعہ رہی۔ انہوں نے جب دیکھا کہ مسلمان حالت زوال میں ہیں تو اس دوران زوال کے اسباب پر سوچ وبچار کیا۔ نتیجتاً اپنی تصانیف بالخصوص "فكرة كمنويلث اسلامی" میں اسلامی دولتِ مشترکہ کا تصور اور اس کے بنیادی خدوخال پیش کیے۔ اسلامی دولت مشترکہ کا یہ نظریہ ایک جامع فریم ورک ہے جس کا مقصد اسلامی معاشروں کی بہتری اور ترقی، انصاف، آزادی، تکنیکی ترقی، تعاون اور یکجہتی کے ذریعے افراد کے لیے بہتر زندگی کا حصول ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1 مالک بن نبی کی معاشی واقتصادی سوچ اور فکر کی ترجمان ان کی مشہور تصنیف ہے جو دراصل فرانسیسی زبان میں ہے اور اس کا عربی ترجمہ "**فكرة كمنويلث اسلامی**" کے نام سے کیا گیا ہے۔

2 مالک بن نبی، **فكرة كمنويلث اسلامی**، (بیروت: دار الفکر، 2000ء)، ص19۔

3 ایضاً، ص20-22۔

4 یہ کتاب 18 تا 25 اپریل 1955ء میں انڈونیشیا کے جزیرہ جاوا کے مغربی شہر بینڈونگ (Bandung) میں منعقدہ افروایشین کانفرنس کی روشنی میں لکھی گئی تھی۔ اس کتاب کا فرانسیسی عنوان "L'afro-asiatique Conclusion la conference de Bandoeng" ہے جو کانفرنس کے ایک سال بعد 1956ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کا ترجمہ بھی عبد الصبور شاہین نے کیا ہے جسے دار الفکر نے دمشق اور بیروت سے 1979ء میں شائع کیا۔

5 مالک بن نبی، **فكرة كمنويلث اسلامی**، ص8۔

6 ایضاً، ص14۔

7 ایضاً، ص40۔

8 ایضاً، ص41۔

9 ایضاً، ص81۔

10 ایضاً۔

11 یہ کتاب پہلی مرتبہ 1972 میں بیروت سے شائع ہوئی۔ یہ ان کی ان کتابوں میں سے ہے جو انہوں نے براہ راست عربی میں لکھی ہیں۔

12 مالک بن نبی، **المسلم فی عالم الاقتصاد**، (بیروت: دار الفکر المعاصر، 1987ء)، ص22۔